تعلیم کا بھگوا کرن

Posted by: Admin Rafeeq in جولای 14, 2015

دنیامیں مروجہ نظام تعلیم بالعموم تین مقاصد کے لئے استعمال ہوتا ہے:(۱)ملکی نظام چلانے کے لئے بہتر افراد تیار کرنے کے لئے۔(۲)استعماری قوتیں اپنا غلبہ قائم رکھنے کے لئے تعلیم کو بطورِ ہتھیار استعمال کرتی رہی ہیں۔(۳)خاص قسم کے طرز فکر پر لوگوں کی نظریہ سازی کے لئے ۔

دنیا کے زیادہ تر ممالک میں پہلے مقصد پر مبنی نظام تعلیم ہی رائج ہے،خود ہمارے ملک ہندوستان میں بھی یہی نظام تعلیم چلتا ہے۔

دوسری قسم کا نظام تعلیم استعماری قوتیں غلام قوموں کی تعلیم و تربیت کے لئے استعمال کرتی رہی ہیں،تاکہ ان کے اندر آزادی کے خیالات نہ پیدا ہو سکیں۔اسی کے بارے میں اقبال نے کہا تھا

اک نردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے

منظر وہ طلب کر کہ تری آنکھ نہ ہو سیر

بیچارے کے حق میں ہے یہی سب سے بڑا ظلم

برّے پہ اگر فاش کریں قاعدۂ شیر

سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر

کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو

ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اُدھر پھیر

تیسری قسم کا نظام تعلیم کسی قوم کو ایک خاص فکر پر ابھارنے اور اس کی تربیت کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
ہندوستان میں جاری تعلیم کا بھگوا کرن اسی سلسلے کی کوشش ہے، اس نظام تعلیم میں دو اجزاء بہت اہم ہوتے ہیں:

اوّل یہ کہ جس قوم کو ابھارنا مقصد ہو اس کو اپنے تاریخی ورثہ اور تہذیبی روایت پر بجا اور بے جا فخر سکھایا جاتا ہے اور اگر تاریخی ورثہ موجود نہ ہو تو خود ساختہ تاریخ تیار کی جاتی ہے۔

دوم یہ کہ اندورنِ خانہ کسی دشمن کو تلاش کیا جائے اور اسے تمام مسائل کی جڑ بتایا جائے۔ بھگوا کرن کی کوششیں انہیں دو نکات کے تحت جاری ہیں، سنگھ نے بالکل اپنے ابتدائی زمانے ہی سے تعلیم کو ذہن سازی کا ذریعہ بنایا ہے۔ سنگھ کا دوسرا سرچالک ایم۔ایس۔ گولوالکر لکھتا ہے: ''نوجوان ذہنوں میں صحیح جذبہ اور طریقہ کار کا شعور پیدا کرنا ہوگا اس کے لئے ہمیں لامحدود پیمانے پر قدیم و جدید لٹریچر شائع کرنا ہوگا جو ہمارے قومی ہیروز اور ان کے واقعات کو بیان کرے تاکہ ہمارے جدید ذہن کو اپنے رِشی اور یوگی کے ورثہ پر فخر محسوس ہو، ہمیں ہندو کی طرح جینا چاہیے، ہمیں ہندو ہی کی طرح رہنا چاہیے اور دنیا نے ہمیں ہندو ہی سمجھنا چاہیے۔'' تعلیم کا بھگوا کرن کیا ہے؟ اس کو واضح کرتے ہوئے مرلی منوہر جوشی نے کہا تھا: ''بھگوا کرن کا مطلب مقدس ہندوستانی روایات کی واپسی ہے''۔ تعلیم کے بھگوا کرن کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

پہلا مرحلہ وہ ہے جس میں سنگھ اقتدار سے دُور رہا اور غیر سرکاری سطح پر تعلیم کے بھگوا کرن کی کوششیں کرتا رہا۔ دوسرا مرحلہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سنگھ کی سیاسی جماعت بی جے پی کو پہلی مرتبہ اقتدار حاصل ہوتا ہے اور نریندر مودی کے دور میں اپنے عروج پر پہنچتا ہے۔ سنگھ نے تعلیم کے بھگوا کرن کے لئے مستقل کوششیں کی ہیں۔ ابتداء ہی سے سنگھ کی توجہ اسکولوں کی طرف رہی ہے، ودیہ بھارتی جو ہندوستان کا سب سے بڑا پرائیویٹ اسکول نیٹ ورک ہے سنگھ ہی کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔ جس کے زیر انتظام ۱۸ ہزار سے زائد اسکول ہیں جس میں بالعموم مڈل کلاس کے طلبہ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح آدی باسی علاقوں میں ون واسی کلیان آشرم کے نام سے ہاسٹل چلائے جاتے ہیں۔ اسی طرح اکھل ودیان فاؤنڈیشن ہے، اس میں اس طرز کے اسکول قائم کئے جاتے ہیں کہ ایک ہی ٹیچر اسکول میں پڑھاتا ہے جہاں طلبہ کو سنسکرت زبان لکھائی اور پڑھائی جاتی ہے۔ اساتذہ کی ذہنی تربیت کے لئے بھارتی ادھیاپک پریشد، طلبہ کی رہنمائی کے لئے اے بی وی پی اور اسی طرح کی کئی تنظیمیں تعلیمی میدان میں سنگھ کے ایجنڈے کو آگے بڑھا رہی ہے۔ ان تمام اسکولوں کی کامیابی کی بڑی وجہ سرکار کی ناکامی بھی رہی ہے جہاں حکومت لوگوں کو تعلیم مہیا نہ کرا سکی، وہیں سنگھ نے آگے بڑھ کر اپنے اسکول قائم کئے ہیں۔ اس طرح اس پہلے مرحلہ میں سنگھ نے پورے ہندوستان کے اندر اسکول، کالجز، لائبریریز، اسٹڈی سرکلس اور ہاسٹلس کا بڑا نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ ان تمام چیزوں نے سنگھ کی فکر پھیلانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ دوسرے مرحلہ میں سنگھ کو پہلی مرتبہ تعلیم کے بھگوا کرن کا سرکاری طور پر موقع اس وقت ملا جب این ڈی اے کے دور حکومت میں

مرلی منوہر جوشی ایچ آر ڈی منسٹر بنے۔ مرلی منوہر جوشی کے دور میں پورے ہندوستان بھر سے خاص سنگھی فکر کے افراد کو چن چن کر تعلیمی پالیسی ساز اداروں میں بٹھایا گیا اور اسی وقت سے نصاب تعلیم میں بھگوا کرن کی کوششیں شروع ہو گئیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کے این ڈی اے کا دور حکومت ختم ہونے کے بعد کانگریس کے دور میں بھی بھگوا کرن کا سلسلہ جاری رہا۔ اس مسئلے کو پارلیمنٹ میں ارجن سنگھ نے ''شکشا کے طالبانی کرن'' کے نام سے اٹھایا تھا، جبکہ واجپئی حکومت نے اس کو اپنی بڑی کامیابیوں میں سے ایک گنوایا تھا۔

مودی حکومت کے دور میں یہ کوششیں اپنے عروج پر ہیں اور بہت ہی تیز رفتار اور منصوبہ بند طریقے سے جاری ہیں۔

سنگھ نے ایک کمیشن شکشانیتی آیوگ کے نام سے بنایا ہے، یہ اپنی طرز کا پہلا غیر سرکاری کمیشن ہے جو موجودہ تعلیمی نظام کا جائزہ لینے کے بعد حکومت کو اپنی تجاویز سونپے گا۔ اس کمیشن کی ذمہ داری بدنام زمانہ رائٹر دینا ناتھ بترا کو دی گئی ہے۔ ۸۵ سالہ بترا ایک ریٹائرڈ اسکول ٹیچر اور ودیہ بھارتی کے جنرل سکریٹری رہ چکے ہیں۔ جو نصاب تعلیم سنگھ نافذ کرنا چاہتا ہے اس کا بڑا حصّہ بترا ہی کے ذریعے تیار کردہ ہے۔ ان کے ذریعہ تیار کردہ نصاب تعلیم پورے ملک میں نافذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بترا تاریخ کے نام پر سادھو سنتوں کے قصے اور افسانے سنانے میں ماہر ہے، دوسری طرف بترا خالص سنگھی فکر رکھتے ہیں۔ بترا کی ذہنیت سمجھنے کے لئے ہندوستان ٹائمز میں شائع ہوا کرن ناگر کا یہ بیان کافی ہے:

''آزادی کے بعد سے ہندوستان میں انسانوں کے ذریعے کئی تباہیاں آئی ہیں۔ بٹوارا، چینی دراندازی، دہشت گردانہ حملے۔ لیکن یہ تمام آفات اس سے کم ہیں جو اَب آنے والی ہیں، ایک بھیانک اندرونی دشمن جو وطن پرست ہونے کا دعویدار ہے،، جی ہاں! میرا اشارہ دینا ناتھ بترا کی طرف ہے۔ بترا کے ذریعے تیار کردہ نصاب تعلیم میں اس بات کی کوشش کی جارہی ہے۔ طلبہ کو ہندوستان کی تہذیبی روایت اور تاریخی ورثہ پر فکر کرنا سکھایا جائے۔''

اپنی تاریخ کو لے کر سنگھ ہمیشہ سے احساسِ کمتری کا شکار رہا ہے۔ اکھل بھارتیہ اتہاس شکشن یوجنا سنگھ کے ذریعے قائم کردہ ایک تنظیم ہے جو تاریخ کا مطالعہ کرتی ہے، اس کے جنرل سکریٹری بال مکوند پانڈے کہتے ہیں: '' ہمارے بچے وہ تاریخ پڑھ رہے ہیں جو انھیں ان کے ماضی پر شرمسار کرتی ہے ہم ایسی تاریخ چاہتے ہیں جس پر وہ فخر محسوس کریں۔''

اسی لیے سب سے زیادہ تبدیلیاں تاریخ کی درسی کتابوں میں کی جارہی ہیں۔ اقلیت مخالف ذہن بنانے کی کوشش سنگھ ابتدائی زمانے سے کر رہا ہے۔ گولوالکر نے اپنی کتاب Bunch of Thought میں بھارت کو درپیش اندرونی مسائل میں اقلیتوں کو بھی بڑا مسئلہ گنوایا ہے اور یہی چیز درس کی کتابوں میں پڑھائی جانے والی ہے۔ نویں کلاس کی کتاب میں ہندوستان کو درپیش مسائل رشوت، کرپشن، اسمگلنگ کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کو بھی ایک مسئلہ بتایا گیا ہے۔ اسی طرح اقلیتیں مسلم، عیسائی اور پارسیوں کو باہر سے آنے والے کی حیثیت میں دکھایا جارہا ہے۔ اسی طرح آزادی کی جنگ کو اس طرح پیش کیا جارہا ہے گویا کہ وہ مسلمانوں کے

خلاف جنگ تھی۔ بٹوارے کی پوری ذمہ داری مسلمانوں کے سر ڈالی جارہی ہے لیکن ہندو انتہا پسند تنظیموں کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔اسی طرح گاندھی کا قتل ایک باب ہے جس میں گاندھی جی کے قتل کی وجہ آزادی کے بعد فسادات کو روکنے کی ان کی کوششوں کو بتایا گیا ہے لیکن وہاں بھی سنگھ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔اسمرتی ایرانی پوری کوشش کررہی ہے کہ کسی طرح ویداس،اپنیشد اور قدیم ہندوستانی تاریخ کو آٹھویں، نویں اور دسویں کے نصاب میں داخل کردیا جائے۔

لطف یہ ہے کہ بترا کے ذریعہ تیار کردہ نصاب تعلیم میں نہ صرف تاریخ اور جغرافیہ بلکہ سائنس تک میں تبدیلی کی کوشش کی جارہی ہے۔ مثلاً دنیا آج تک یہ سمجھتی رہی کہ ٹیلیفون گراہم بیل اور ہوائی جہاز وائٹ برادرس نے ایجاد کیا ہے لیکن اب ہندوستان کی مقدس تاریخ کے مطابق یہ ایجادات تو بہت پہلے ہندوستان ہی میں ہوچکی تھی۔اسی طرح ٹیسٹ ٹیوب بے بی، بھاپ کا انجن، ٹیلی ویژن، ہوائی جہاز، موٹر کار یہ تمام چیزیں ہندوستان میں 7600 سال پہلے ہی ایجاد ہوچکی تھیں۔اسی طرح ہندوستانیوں کا بڑا احسان عربوں پر یہ بھی رہا کہ انھوں نے الجبرا ایجاد کرکے عربوں کو تحفتاً دے دیا تھا۔ تعلیم کے بھگوا کرن کی فضا اس طرح بنائی جارہی ہے کہ پچھلے دنوں اپنی ایک تقریر میں وزیر اعظم نریندر مودی بھی بترا کے ذریعے تیار کی گئی افسانوی کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہہ بیٹھے:" ہم گنیش کی پوجا کرتے ہیں، اس وقت کوئی نہ کوئی پلاسٹک سرجن ضرور رہا ہوگا جس نے ہاتھی کا سر انسانی جسم پر لگادیا، اور وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ نے تو اس معاملہ میں سب کو پیچھے چھوڑ دیا جب انھوں نے کہا کہ "ہائیسن برگ کی theory of uncertainty کی بنیاد ویداس ہے۔ غالباً اسی لئے حفیظ نے کہا تھا

مورخ تیری رنگ آمیزیاں تو خوب ہے لیکن

کہیں تاریخ ہو جائے نہ افسانوں سے وابستہ

یہ وہ مختلف کوششیں ہیں جو وطن عزیز میں تعلیم کے بھگوا کرن کے نام پر ہورہی ہیں حالانکہ عرفان حبیب نے اس کو The Hindu اخبار نے لکھی ہے: تعلیم کے بھگوا کرن کے بجائے تعلیم کا افسانوی کرن قرار دیا ہے۔ لیکن سچ بات وہی ہے جو

Saffranisation is Nothing but intelactual Terorrism ۔

شبیع الزماں، پونہ۔ مہاراشٹر